Journal of Languages, Culture and Civilization

Volume 5, Issue 2, June 2023, Pages: 151-163

Homepage: http: jlcc.spcrd.org **ISSN(P):** 2708-3748

Women's Ornaments in the poetry of Khawaja Farid and their analytical review

Anam Rafiq [a], **Jawed Hassaan Chandio** [b], **Riaz Hussain Khan Sindher** [c]

[a] Ph.D. Scholar, Department of Siraiki, Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.
[b] Chairman, Department of Siraiki, Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.
[c] Assistant Professor, Department of Siraiki, Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

Corresponding author's email: anam.rafiq@iub.edu.pk

Received: 24 March 2023, **Published:** 30 June 2023

Abstract:

Throughout intellectual history, mystics, philosophers, poets, and aestheticians have engaged in discussions about the concept of beauty. The character of beauty is also considered a divine attribute reflecting God's love for beauty. Consequently, everything created by Allah is beautiful. Human beauty is unparalleled in terms of the appropriateness and attractiveness of his stature, shape and appearance. Allah's blessing is that the almighty created man's best creations and created his structure in good manners. Khawaja Farid, a Sufi poet, also shed light on the concept through his poetry, particularly in glorifying female obsession with ornaments. Khawaja Farid belongs to the pantheistic (Wahdat Al-Wajood) spiritual school of thought. Those affiliated with this spiritual school of thought loved every creature of this universe. As a result, they love the creator and have more spiritual intimacy with God. In this article, I aim to answer several questions regarding this theme, including the types of ornaments used, their purpose, the feelings they keep, and their symbolic meaning.

Khawaja Farid's poetry indicates that all ornaments, colours, and forms are used to enhance the beauty of the female form for the beloved. These ornaments are worn on various body parts, such as fingers, wrists, elbows, nose, ears, neck, head, and feet, to gain the romantic approval of the beloved. Female characters in his poetry not only adorn themselves but also try to acquire famous and expensive clothes and ornaments from different places and cultures to increase their attractiveness. These ornaments' purpose is aesthetic and symbolic, representing the lover's desire to draw the beloved's attention and keep their love alive.

The feeling of wearing these ornaments arises from the belief that they will enhance the wearer's beauty and make them more attractive. However, the critical study also finds these ornaments uncomfortable and impractical.

Although these beautiful ornaments make life complicated and unbearable, they still practise those traditions to impress the beloved.
In overview, the article excavates into the aesthetics of Khawaja Farid's poetry and the role of ornaments in enhancing the female form's beauty. The embellishments are worn to gain the beloved's romantic appreciation and represent the lover's desire to keep their love active. Although these ornaments are uncomfortable, they are essential for aesthetic and symbolic value. The article provides insight into the romantic aspects of ornamentation in poetry and the hidden sense behind these adornments.

Keywords:

Ornaments, Feminine Beauty, Love, Poetry.

DOI Number: 10.47067/jlcc.v5i2.179

© 2023 The authors. Published by SPCRD Global publishing. This is an open access article under the Creative Commons Attributions-NonCommercial 4.0

تعارف:

کلام فرید جمالیاتی امیجز کا خزانہ ہے۔ اس میں فطرت کے حسین مناظر بھی ہیں اور انسانی حسن کے پیکر بھی۔ انسانی حسن کے بڑھاوے کیلئے کلام فرید میں سر سے لیکر پاؤں تک کے بہت سارے زیورات کا استعمال کیا گیا ہے۔ اس عمل کے نتیجہ میں جہاں اج سے ایک سو پچاس سال پہلے استعمال ہونے والے زیورات محفوظ ہوئے ہیں۔ وہاں ان زیورات سے انسانی خوبصورتی کے بہت سارے روپ بھی تخلیق ہوے ہیں۔ اس مضمون میں خوبصورتی کے ان پیکروں اور ان کی اندرونی کیفیات کو موضوع بنایا ہے اور ساتھ ان کا تجزیہ بھی پیش کیا ہے۔

"حسن کے لغوی معنی ہیں "کامل توازن اور تناسب " یا "راحت اور آسائش کا سامان" گویا ہر وہ چیز جو قلب و نظر کے لئے باعث کشش ہو حسین ہے۔ اس کے برعکس ہر وہ چیز جو دل ونگاہ کو اچھی نہیں لگتی حسین نہیں ہے۔ حسن توازن اور تناسب کے کچھ ایسے لطیف امتزاج کا نام ہے کہ نہ تو اس کے عناصر ترکیبی کا تجزیہ ممکن ہے اور نہ تجرباتی عمل سے اس کا ادراک ہو سکتا ہے۔"(۱)حدیث مبارکہ میں ہے۔إِنَّ اللهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ ٗ(۲)(اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو محبوب رکھتا ہے)

جمالیات کا آغاز ذوق کے تصور سے ہوتا ہے۔ رنگ ونورکے اس جنت نگاہ نگار خانے میں اگرچہ ہر شئے اپنے حسن کی دل آویزی کے ساتھ ذوق نظر کی تسکین کا سامان ہے لیکن حسن کی قیامت سامانیوں کا کچھ اور ہی رنگ ہے اور یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ انسان اپنے قدوقامت کی موزونیت وجاذبیت اور شکل و شباہت کی نظر افروزی ودلکشی کے اعتبار سے حسن بے مثال ہے ۔ انسان پر حسن کی یہ نعمت اس کی عزت و شرف کی وجہ سے فضل ربانی کی دلیل ہے۔ اور اس کی طرف باری تعالی نے کئی مرتبہ انسان کی توجہ کرائی ہے ۔ اللہ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اس کے ڈھانچے کو احسن التقویم میں پیدا کیا۔ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ ۫ (۳)(کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے)

اللہ تعالی نے انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف بخشا اور انسان اس کائنات میں حسن ونظر آفروزی میں اپنی مثال آپ ہے اس انسانی خوبصورتی کے حوالے سے قرآن پاک میں ہےکہ ۔خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَـقِّ وَصَوَّرَكُمۡ فَاَحۡسَنَ صُوَرَكُمۡۚ وَاِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ‏ ٗ(٤)(اس نے آسمان اور زمین حق

کے ساتھ بنائے اور تمہاری تصویر کی تو تمہاری اچھی صورت بنائی اور اسی کی طرف پھرنا ہے)
حسن کی وجہ حقیقی کیا ہے اور حسن کے راز کو جاننے کے لئے کہ حسن وجود انسانی میں کس طرح جلوہ گر ہوتا ہے، اس راز کو اللہ تعالی نے قرآن پاک میں اس طرح بیان کیا ہے۔الَّذِیۡ خَلَقَكَ فَسَوّٰٮكَ فَعَدَلَـكَۙ ۝ اَىِّ صُوۡرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَؕ ۝(۵)(وہی تو ہے جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضا کو) ٹھیک کیا اور (تیرے قامت کو معتدل رکھا ،جس صورت میں چاہا تجھے ترکیب دیا)اس آیت مبارکہ میں وجود انسانی کی تخلیق سے لے کر اس کی صورت گری تک جن چار ارتقائی مرحلوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ تخلیق ، اس سے مراد وجود انسانی کا خاکہ بنایا گیا۔

۲۔ تسویہ، کسی کے عناصر ترکیبی میں مطلق اور اضافی ہر حیثیت میں اس طرح ہم آہنگی پیدا کرنا کہ وہ موزوں اور کمال کا مظہر بن جائے۔

۳۔ تعدیل، انفرادی اور مجموعی ، جزوی اور کلی، ہر حیثیت میں تناسب و اعتدال روا رکھنا۔

٤۔ ترکیب صوری، شکل و صورت بنانا، نوک پلک نکالنا وغیرہ اس میں ڈیزائن بنانے کا بھی مفہوم شامل ہے۔ "(٦)

ان چاروں ارتقائی مرحلوں سے ہمیں اندازہ ہوتا ہےکہ انسان کے وجود میں حسن نہ تو تخلیق سے ہوتا ہے اور نہ ترکیب سے، ہو تا ہے۔انسان میں حسن ہم آہنگی اور توازن اور تناسب کے کمال سے پیدا ہوتا ہے۔جس کے لئیے قرآن پاک نے "تسویہ " کی اصطلاح استعمال کی ہے۔

حُسن انسانی، ہم آہنگی ، توازن اور مناسبت کا مرہون منت ہے کیونکہ اس سے وحدت فن پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالی نے ہر چیز میں ہم آہنگی، تناسب اور توازن کو رکھا ہے صرف حُسن انسانی اس کا مجموعہ نہیں ہےاور کوئی بھی فنی تخلیق اس وقت تک حَسین نہیں ہوتی جب تک کہ اس میں توازن اور ہم آہنگی نہ ہو۔ ارشاد باری تعالی ہے ۔الَّذِىۡ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝ۙ (۷) جس نے (انسان کو) بنایا پھر(اس کے اعضاء کو) درست کیا)اور خالق حقیقی کی ہر بنائی ہوئی چیز ایسا شاہکار ہے کہ اس کے لئے عقل دنگ رہ جاتی ہے ۔ اور ہر شئے اس کی حُسن ونظر افروزی کی عکاس ہے۔الَّذِىۡۤ اَحۡسَنَ كُلَّ شَىۡءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِيۡنٍۚ ۝(۸)(وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی اور پیدائش انسان کی ابتدا مٹی سے فرمائی) اس تمام بحث سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ توازن اور ہم آہنگی تناسب کی اہم قدریں ہیں اور جنہیں ادبی اصطلاح میں جمالیاتی قدر یں کہتے ہیں۔ اور ہم جانتے ہیں کہ جو چیز سرور انگیز ہوتی ہے وہی خوبصورت ہوتی ہے۔ "اور کسی شئے یا فن کی خوبصورتی کے احساس کو جمالیات بھی کہتے ہیں "(۹)انگلش وبسٹر ڈکشنری میں جمالیات کی تعریف اس طرح لکھی گئی ہے۔

)۱۰art and taste etc.”(nature The law and principle determining the beauty,

جمالیت کا موضوع حُسن ہے وسیع تناظر میں فن اور فطرت دونوں کا حُسن و جمال اور د ونوں کے جلوہ صد رنگ جمالیات کا موضوع بحث ہوسکتے ہیں۔ اسی طرح حواس خمسہ کے ذریعہ حُسن سے حاصل کی گئی مسرت، عرفان اور تجربہ بھی اس کے دائر ے میں شامل ہے۔

"جمالیات کا لفظ انگریزی زبان کے لفظ "AESTHETICS" کے معانی میں استعمال کیا گیا ہے۔استھیٹکس کا لفظ یونانی زبان سے لیا گیا ہے۔اور یونانی زبان میں استھیٹکس کی ابتدا ئی تصویر لفظ اٹیوٹیکو"ATOTIKO" کی صورت میں نظر آتی ہے۔ ایک زمانے کے بعد "ATOTIKO"ایٹوٹیکو

نے ایک دوسرے لفظ ایستھیسس"AESTHESIS' کا پیکر اختیار کرایا جیسے"حواس خمسہ" کے ذریعے مسرت کا عرفان حاصل کرنے کے معنی میں استعمال کیا گیا ۔آگے چل کر اسی لفظ ایستھیسس "AESTHESIS" نے استھیٹیک"AESTHETIC" کا روپ اختیار کر لیا ۔"(۱۱)

بام گارٹن پہلا بندہ ہے جس نے فلسفہ حسن یا جمالیات کی اصطلاح پہلی بار استعمال کی (۱۲) بام گارٹن کے نزدیک" ایسی ہر چیز اور ایسے تمام مظاہر جن کا حِسی ادراک مسرت بخش ہواور جو ہمارے احساس جمال کو برا نگیختہ کرے جمالیاتی مطالعہ کا موضوع ہے۔"(۱۳)ہیگل نے"جمالیات کو فنون لطیفہ کے فلسفے تک محدود کیا اور مظاہر فطرت کے حُسن کو جمالیاتی مطالعے سے باہر رکھا۔"(۱٤) البتہ کروچے کے خیال میں"اظہار سے وابستہ ، تخیل اور مشاہدے کے عمل کا سائنسی مطالعہ ہی حُسن ہے۔"(۱۵)

اہل مغرب حسن کے حسی ادراک کو، فنون لطیفہ کو ، تخیل اور مشاہدے کے سائنسی مطالعے کو جمالیات میں شامل کرتے ہیں اہل مشرق کا بھی فلسفہ حسن کے بارے میں اپنا تصور ہے۔ مولانا روم کے مطابق

آدمی دیداست باقی پوست است دیدآں باشند کہ دید دوست است (۱٦)

(آدمی دید ہے یعنی کہ انسانی حُسن کا پیکر ہے۔ علاوہ ازین چمڑا اور گوشت ہے پھر حُسن یہ ہے کہ انسان محبوب تک رسائی حاصل کر لے یعنی حُسن کے آگے سرنگوں ہو کر عشق اختیار کر لے)

علامہ اقبال کے مطابق حُسن کچھ اس طرح ہے۔

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا نہ ہونگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے(۱۷)

حُسن محض حسین بصارت سے خاص نہیں اس کا تعلق سماعت سے بھی ہے۔ چنانچہ ایک بہترین موسیقی اپنے اندر کمال درجے کی خوبصورتی رکھتی ہے۔ اس طرح لمس کی ملائمیت اور روح افزاء عطر کی خوشبو بھی قوتِ شامہ کی خوبصورتی کا اظہار ہے۔ امیر خسرو کے نزدیک حُسن کا اظہار کچھ اس طرح سے ملتا ہے۔

گفتم کہ حوری یا پری گفتا کہ من شاہ بتاں گفتم کہ خسرو ناتواں گفتا پیر ستار من است(۱۸)

(یعنی کہ میں نے پوچھا کہ حور اور پری کسے کہتے ہیں کہا کہ میں ہی شاہ بتاں یعنی سب سے خوبصورت ہوں۔ میں نے پوچھا کہ خسرو نا تواں کون ہے یہاں ناتواں سے مراد حُسن پرست یا عاشق مزاج ہے کہا کہ میرا پُر ستار ہے)

اللہ پاک خود خوبصورت ہے۔اور وہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے انسان کو خوبصورت بنایا ہے۔ بندہ اللہ کا نائب ہونے کی وجہ سے بہت ساری صفات کا مالک ہے جس میں پہلی اور بڑی صفت خوبصورت اور حسین بننا ہے۔خوبصورتی اس کائنات کی ہویا انسان کی ہو اصل میں اندر کی خوبصورتی کا نام ہے اللہ نے ہر انسان کو اچھی شکل و شباہت اور قدو قامت کا مالک بنایا ہے لیکن اس کے باوجود بھی انسان خوبصورت بننے کے جتن کرتا ہے اور ذرائع ڈھونڈتا ہے ۔ ان تمام ذرائع کو خواجہ فرید نے بہت خوبصورتی سے اپنے کلام میں بیان کیا ہے۔ خواجہ فرید حُسن کے دلدادہ ہیں جہاں اُنہوں نے فطرت کو موضوع بنایا ہے ۔وہاں پر خواجہ فرید نے حُسن مجازی کے مختلف انداز کو بھی موضوع بنایا ہے۔کلام فرید سے ہم خواجہ فرید کا نظریہ حُسن بآسانی معلوم کر سکتے ہیں

۔خواجہ فرید نے ایک ہی بند میں حُسن کی شان وشوکت اور اُس کے نتیجے میں خلق خدا پر مرتب ہونے والے اثرات کو شاندار طریقے سے بیان کیا ہے۔

ناز تبسُم گجھڑے ہاسے   چالے پیچ فریب دلاسے

حُسن دے چار امیر   جنھاں چو گوٹھ نوایا (٨:٤)

(نازوتبسُم ،پوشیدہ مذاق،پیچیدہ چالاور جھوٹے دلاسے یہ حُسن کے چار امیر ہیں جنہوں نے دنیا کو جُھکا دیا ہے۔)

خوبصورت بننے کے فکری تصور کی حد تک سب انسان برابر ہیں حتی کہ مرد وزن کی تفریق بھی نہیں ہے۔ البتہ خوبصورت بننے کے طریقے ہر ثقافت کے اپنے اپنے ہیں۔ مقامی تصور کے مطابق ناز، نزاکت ، نفاست اور ادا عورت کے ساتھ منسوب ہے اور مرد انگی، شجاعت ، بہادری ، دلیری ، اور وجاہت مرد کے ساتھ منسوب ہے۔ انسان فطرتاً بے چین ہے اور یہ ان تمام صفات کاحامل ہونے کے باوجود خوبصورت سے خوبصورت ترین بننا چاہتا ہے۔ اور یہ اس کا حق بھی ہے کہ وہ خوبصورت بنے اور پھر خوبصورت بننے کے جو ذرائع ہمارے پاس موجود ہیں وہ لباس، زیور اور میک اپ کے ہیں۔

سرائیکی وسیب ایک زرعی وسیب ہے ۔اس وسیب کی عورتیں اپنے آپ کو خوبصورت بنانے کے لئے زیورات کا استعمال وافر مقدار میں کرتی ہیں اور یہ زیور سر سے لے کر پاؤں تک ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ مرد بھی اپنی خوبصورتی ، وجاہت اور وقار کو ظاہر کرنے کے لئے زیورات کا استعمال کرتے ہیں ۔ اور یہ زیادہ تر بادشاہ یا نواب یاامیر لوگوں کے لیے ہیں ۔ متوسط طبقے کے لوگ بھی کلائی اور انگلیوں کے زیور عمومی طور پر استعمال کرتے ہیں۔خواجہ فرید نے اُن کی منظر کشی بھی کی ہے۔نوابین کے ان زیورات کے لئے "گانے گہٹے" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اور یہ "گانے گہٹے" کے الفاظ خواجہ فرید نے اپنے کلام میں نواب صادق کے لئے استعمال کیے ہیں۔

صبح صادق خاں صاحبی ماٹے   پاسہرے گانے گہٹے (٢٤٠:١:١،٢)

(صبح صادق خان خدا کرے تُو سہرے گانےاور گہنے پہن کر تخت حکومت کوپوری طرح سُہاے۔)

اس کے ساتھ ساتھ یہاں پر رانجھے کی جوگی والی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ جوگی جس نے ہیر کے دل میں محبت کی چنگاری جلائی اور پھر خود جوگی بن گیا۔

کتھ او مکر فریب دا چالا   کِتھ وَت جوگی مُندراں والا

پرم جڑی جیں لائی وو یار(٤٤:٤)

(وہ فریب کی چالیں ،اور مندرا پہن کر جوگی بننے والا کہاں گیا،جس نے محبت کی چنگاری ہیر کے سینے میں سُلگائی تھی،سب فنا کے گھاٹ اُتر گئے۔)

گلے میں پہننے کے لئے بھی کئی طرح کے زیورات ملتے ہیں۔اس میں موتیوں والے ہار جو جوگی پہنتے ہیں ان کا ذکر بھی ہمیں ملتا ہے۔ جو عشق میں جوگی بن جاتا ہے پھر وہ یہ موتیوں والی مالاں پہن لیتا ہے اور کانوں میں بندے بھی پہن لیتے ہیں اور یہ یہاں پر رانجھے کے لئے استعمال کیئے گئے ہیں۔

انہد بین بجا من موہیس　　　　رُلدی بوٹے جھروے

کنیں کنیں بندے گل جھپ مالھاں　　　　رہندے حُسن نگر وے(۲۳۸:٤،٥)

(انہد کی لَے لے کر محبوب نے ایسی بین بجائی کہ میرا من موہ لیا اور میں دیوانہ وار جنگل بیابان میں آوارہ پھرتی ہوں۔)

ہمارا موضوع عورت کے زیورات اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والے نسوانی حسن پر مبنی ہےلیکن مردانہ زیورات کے کچھ نمونوں کو بھی یہاں پر شامل کیا ہے۔

عشق زندگی کا بنیادی نقطہ ہے اس کے بغیر زندگی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ خواجہ فرید اس فلسفے کے داعی ہیں۔مقابیس المجالس میں ہندوستان کی عورت بشمول (وادی سندھ) کے بارے میں خواجہ فرید کہتے ہیں۔" ہندوستان میں عورت عاشق ہے ، عاشق کا کام اپنے محبوب کو رجھانا ہے اور اُس کی رضا پر راضی ہونا ہے۔ عشق ہمیشہ خوبصورت چیز سے ہوتا ہے بدصورت چیز کے ساتھ عشق نہیں ہوتا۔عشق اور حُسن کا شروع سے عہد و پیمان ہے کہ ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہوں گے ۔ اس لیے جہاں حُسن کا ذکر آتا ہے وہاں پر عشق کا ذکر بھی آتا ہے۔ "(۱۹)

زیور ، فطری طور پر نسوانی حُسن میں اضافے کا باعث بنتے ہیں کلام فرید میں حُسن ازلی کے ساتھ ساتھ نسوانی حُسن کے بھی خوبصورت نمونے موجود ہیں۔ خواجہ فرید جہاں قدرت کے حُسن کا بھر پور اظہار کرتے ہیں وہاں انسان کے حُسن میں اضافے کا باعث بننے والے تمام ذرائع کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ اور اُن کے ساتھ جسمانی حُسن کے خوبصورت نمونے اپنی شاعری میں بناتے ہیں۔ وادی سندھ میں عشق یک نظر ہے یعنی کہ عاشق ایک بار اپنے محبوب کو دیکھتا ہے اور پھر اُس کے عشق میں کھو جاتا ہے اور پھر مقصدو مقصود تک پہنچنے کے لئیے جدوجہد کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔مقصود حاصل کر لینے کے بعد ایک رشتے میں بندھ جاتے ہیں اور پھر اس رشتے میں نشانی کے طور پر ایک زیور استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ہم پوپا، بولا، بینسر یا کوکا کہتے ہیں ۔ یہ زیور عموماً ناک میں پہنا جاتا ہے اور یہ عورتیں ہی پہنتی ہیں۔ جو عورت کسی سے منسوب ہو جاتی ہے صرف وہی یہ زیور پہنتی ہے۔ خواجہ فرید نے اپنی شاعری میں عورت کے اس زیور کا اظہاربہت ساری جگہوں پر کیا ہے۔ پرانے زمانوں سے لیکر اج کے دور تک چولستان کی عورتیں یہ زیور استعمال کرتی آ رہی ہیں۔ مجموئی طور پر سرائیکی وسیب کی تمام عورتوں کا یہ مقبول زیور ہے۔ اسے خواجہ فرید اس طرح بیان کرتے ہیں۔

کھاون سہجوں بولے بینسر　　　　لچکے کُل سُر سمدے یار(۳،٤:٣٨:٧)

(اور میرے بولے بینسر ،باقاعدگی،خوشی اور مسرت کے ساتھ لچک لچک باعثِ زینت وانداز ہوں ۔)

پھر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب اپنے محبوب کے لئے عاشق سارے جتن کرتا ہے اور خوبصورتی اور حُسن کو بڑھانے والے تمام ذرائع استعمال کرتا ہے جسمانی آرائش اور خوبصورتی کے لئیے زیورات کا استعمال کرتاہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی محبوب اتنا سنگدل ہے کے اسے نا منظور کر دیتا ہے تو پھر وہ یہ جتن کس کیلئے کرے۔ اس کیفیت کو خواجہ فرید نے اس طرح بیان کیا ہے۔

بُولا بینسر کِس نوں پاواں　　　　ڈھولڻ کیتم نا منظور(۱:٣٧)

(محبوب دلنواز نے تو مجھے بازیاب ہونے سے روک دیا ہے یعنی نامنظور کر دیا ہے،اب ہار سنگار کی کیا ضرورت ہےکس کے لیئے بُولا اور بینسر پہنوں)

ایک عورت یہ خوبصورتی کا سامان اس وقت پہنتی ہے کہ جب اس کا محبوب اُس کے پاس ہو کیونکہ خوبصورتی یا حُسن کو چھپایا نہیں جاتا اور جب حُسن کے ساتھ ساتھ ایک عورت زیورات بھی پہن لیتی ہے تو اس کی خوبصورتی بڑھ جاتی ہے اور یہ سب جوبن وہ اپنے محبوب کے لئے کرتی ہے تاکہ اسے دیکھ کر اس کے محبوب کو بھی مسرت حاصل ہو۔ اور جب یہ تمام جوبن جتن کرنے ہی محبوب کے لئیے ہیں اور وہی ہی نہ ہو تو ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ اس لئے عورت اپنی سہلیوں کو دیکھ کر جو اپنے محبوب کے ساتھ منسوب ہو کر اپنی خوبصورتی کو بڑھا رہی ہیں اور زیورات پہننے کے ساتھ ساتھ اُنہیں ٹھمکا بھی رہی ہیں اور انکا جوبن بھی عروج پر ہے ۔ تو وہ بھی خود کو اسطرح بنانے کی کوشش کر رہی ہیں ۔اور خواہش کر رہی ہیں۔ کہ ہم بھی محبوب کی پسندیدہ بن جائیں اس کیفیت کو خواجہ فرید اس طرح بیان کرتے ہیں۔

ہیکو جیڈیاں بینسر بول چَھکے سہجوں سیجھ نہالی تول چھکے (۱۱۲:۵:۱،۲)

(ہم عمر سہلیوں کے ناک میں بولے اور بینسر زیب دے رہے ہیں اور عشاق عروس کی سیج ،نالی اور رضائی کے لطف اُ ٹھا رہی ہیں ۔)

سارےحیلے بہانے کرنے کے بعد بھی محبوب کا قرب نصیب نہیں ہوتا تو ہجر کی ماری کی کیفیت کچھ اس طرح ہوتی ہے۔

بینے بولے بینسر وِسرے گئے نورے رمجھول(۹:۴۷)

(بینے ،بُولے،بینسر بھول گئے ،اور نورے اور رمجھول بھی اب چھوٹ گئے ہیں ،آرائش زیورات کا عشق میں ہوش باقی نہیں رہا۔)

ایک عاشق کا سب کچھ اُس کے محبوب کے ساتھ جُڑا ہوتا ہے وہ سب کچھ اپنے محبوب کے لیئے کرتا ہے اور اگر محبوب موجود نہ ہو تو وہ تمام پسندیدہ چیزیں اُسےتکلیف دیتی ہیں اس کیفیت کو خواجہ فرید نے اس طرح بیان کیا ہے۔

کِتھ نوں بیناں مانگھ بناواں کجلہ پاواں سرخی لاواں

یار تتی دا وسدا دور(۳۷:2)

(میرا محبوب (تفتہ جگر سوختہ دل کا دوست)تو دور رہتا ہے میں کس لیئے بیناں پہنوں اور مانگ بناوں ،کاجل آنکھ میں لگاوں اور سرخی ہونٹوں پر ملوں،کیونکہ محبوب کے آنے اور میرے سنگارکےدیکھنے کا موقعہ تو نہیں ہے،اگر اُس کے آنے کی کوئی صورت یا اُمید ہو تو میں اس کے خوش کرنے کے لیئے اپنی آراستگی کی کوشش کروں۔)

اس کے علاوہ عاشق کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے محبوب کے ساتھ ہو اور وہ اپنا حسن اپنے محبوب کے لئیے ہی ظاہر کرنے کی خواہش رکھتی ہیں اور ان کی خواہش یہ ہے کہ اپنے محبوب کے ساتھ رہ کر اپنی بانہیں اس کے گلے میں ڈال کر زندگی بسر کر دے اور خوشیوں سے بھر پور جیون جئیے ۔ جیسےاس کی تمام سہلیاں اپنے محبوب کے ساتھ اپنی زندگی گزار رہی ہیں اور اپنے زیورات اور خوبصورتی سمیت اپنے محبوب کے ساتے ہیں لیکن میں کیا کرو میرا محبوب تو مجھ سے دور ہے اور میں اس کے عشق کے قرب میں مبتلا ہوں، تو اس کی خواہش کو کلام فرید میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

سینگیاں سرتیاں سیجھ وچھاوڻ باںہہ چوڑیلی ورگل لانون ہک میں مفت رہی مہجور(۳۸:۵)

(میں ہی فقط فراق کی مصیبت میں مبتلا ہوں ،ورنہ اور تمام سہلیاں اور ہمراز ساتھی اپنے محبوب کے ساتھ سیج بچھا کر وصل سے سرفراز ہیں اور محبوب کے سرہانے اپنی چوڑے والی بانہیں ڈال کر خوش ہیں ،اور اُس کو گلے سے لگا کر اپنے مطلوب کو حاصل کر چکی ہیں۔)

کِھل کھیڈ دے وقت وِہاڻے بٹھ پھلوں تُول وہاڻے

بَھن ہار حمیلاں گاہڻے بَھن چوڑا اگ اَڑیساں(۱۱۳:۵)

(ہنسنے اور کھیلنے کے وقت اب گزر گئے،پھولوں والے گاو تکیئے اور دولائیاں بھاڑ میں جائیں ،اور زیور ہار اور حمائلیں توڑ پھوڑ کر چوڑا چور چور کر کے آگ میں چھونک دوں گی۔)

ایسے ایک اور جگہ پر بھی خواجہ فرید نے اس کیفیت کو بیان کیا ہے کہ جب کسی کوعشق کا روگ لگ جاتا ہے تو وہ تمام چیزیں بھول جاتے ہیں سوائے محبوب کے ۔ ہروقت محبوب کو ملنے کی چاہ اور تانگھ لگی رہتی ہے اور محبوب جس کے لئیے تمام خوبصورتی کے جتن کیئے جاتے تھے وہ بھول جاتے ہیں۔ بس ایک محبوب یاد رہتا ہے۔

کیا زیور ہار چنبیلی کیا پھلوں سیجھ سہیلی

تھیا عشق فرید آپیلی سبھ بھل گئے ایہی اوہی(۱۸٤:٦)

(اے فرید جب سے عشق میرا ہمدم ہوا ہےاس وقت سے زیور پھولوں کی سہاونی سیج سب بھول گئے ہیں ،یہ بھی اور وہ بھی سب بھول گئے ہیں۔)

وادی سندھ کی عورتیں عموماً اپنے محبوب کے لئیے ہی تیار ہوتی ہیں اور ان کو اُنکا مطلوب نہیں مل رہا اور اُن کی سک اور طلب اور اداسی بڑھتی جارہی ہے۔ یعنی کہ محبوب کے بغیر انہیں یہ زیور اور سجنا سنورنا مزہ نہیں دے رہا۔ تو اس کیفیت کو خواجہ فرید نے اس طرح بیان کیا ہے۔

لگی تانگھ پُنل دی سانگ جڈاں بَھنا چوڑا اُجڑی مانگھ تڈاں اللہ تھیسم وصل دا سانگ کڈاں سِہرے ساڑ سٹے گہڻے لاتھےمیں (۱۲۹:۵) (جب سے محبوب پنل کی انتظار کا تیر پیوست جگر ہوا ہے،چوڑا توڑ ڈالا ہے ،اور مانگ اُجڑ گئی ہے،سہرے جلا دیئے ہیں ،اور زیور سب اُتار ڈالے ہیں ،کوئی وصل دوست کا ذریعہ پیدا کردے۔)

اِسی اداسی اور بے چینی کی بڑھتی طلب کو خواجہ فرید ایک اور جگہ پر اس طرح بیان کرتے ہیں۔

زیور نیور، باہیں ، تریور کرساں ٹوٹے پرزے ہیور

پَٹ پَٹ سٹساں سہرے وویار(٤۱:۵)

(اے محبوب تیرے فراق میں اپنے گہنے ،چوڑیاں ،سنگار کے جوڑے توڑ پھوڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دونگی اور سہروں کونوچ ڈالوں گی۔)

کنگن اور کڑیاں (پازیب) کا اظہار بھی خواجہ فرید کی شاعری میں ملتا ہے ۔ عموماً سرائیکی وسیب کی عورتیں سونے چاندی کے زیور کی دلدہ ہیں اور یہ کنگن بھی سونے چاندی کے پہنتی ہیں۔ روہی چولستان کے علاقے میں رہنے والی عورتیں زیادہ تر چاندی کے زیور اور کنگن پہنتی ہیں اور یہ زیور

بھی بازو کی خوبصورتی بڑھانے کے لیئے پہنا جاتا ہے۔ لیکن جب محبوب نہیں ہے تو یہ تمام چیزیں بیکار لگتی ہیں۔ اس کیفیت کو خواجہ فرید نے اس طرح بیان کیا ہے۔

ٹوٹے کنگݨ ،کڑیاں، نیور ٹکڑے بینے بولے بینسر

کٹمالے تھئے نانگ برابر چو ہنب کلی چک پیندی ہے(۱٦۳:٦)

(ہجر وفراق نے یہ حالت بنا دی ہے،کہ کنگن ،کڑیاں ،نیوڑ سب ٹوٹ گئے ہیں اور بینے ،بولے اور بینسر بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں گلے کی مالا (کٹمالہ) سانپ جیسی معلوم ہوتی ہے،اور چمپا کلی کاٹ کھانے کو دوڑتی ہے۔)

چوڑا یا چوڑی ، سرائیکی وسیب کی عورت کا من پسند زیور ہے جو کہ نسوانی حُسن میں خوبصورتی کا باعث بنتا ہے۔چوڑا عام طور پر زیادہ خواتین کلائیوں تک ہی پہنتی ہیں ۔کچھ خواتین کلائیوں سے آگے کہنیوں تک بھی پہنتی ہیں ۔ سرائیکی وسیب میں روز مرہ زندگی سے لیکر خاص مواقع پر ہار سنگھا کرتے وقت خواتین چوڑیاں ضرور پہنتی ہیں ۔یہ روز مرہ زندگی کامعمول ہے۔ہاتھوں میں یہی چوڑیوں کی کھنک بھی دل لُبھانے والی ہوتی ہے۔چوڑیوں بھری کلائیاں سہاگن ہونے کی نشانی ہوتی ہیں ۔چوڑا ہاتھی دانت کی راجھستان میں بننے والی چوڑی ہے۔جو سرائیکی وسیب بالخصوص چولستان میں بہت مشہور ہے۔ ہار سنگھار کی اشیاء میں چوڑا اتنا اہمیت کا حامل ہے جو عورت اپنے محبوب سے فرمائش کر تی ہے کے راجستھان کا چوڑا منگوا کردے۔ ساتھ ساتھ یہ شرط یا تاکید ہے کے خالص ہو، نقلی نہ ہو اور اصل مارواڑی اور راجستھانی ہے۔

چوڑا انا ڈے جیسلمیر دا سوہا رنگا ڈے خاص اجمیر دا

ہووے اصلی خاص مڑیچہ نا نقلی ول پھیر دا (٦:1،2)

(مجھے جیسلمیر کی چوڑیاں منگوادے اور خاص اجمیر میں سے دوپٹہ رنگوا دے،وہ چوڑا اصلی اور خاص مڑیچہ(مارواڑی)ڈیزائن کا ہو ،نقلی ہرگز نہ ہو۔)

دیوان فرید کی خواتین کا چوڑا انتہائی پسندیدہ زیور ہے۔ یہ محبوب کی نشانی نہیں ہے۔بلکہ ایسی نشانی ہے جو فرمائش کر کے حاصل کی گئی ہے اور یہ محبوب کی عدم موجودگی میں خود محبوب ہے۔ خواجہ فرید نے اپنی شاعری میں اسے علامتی انداز میں بھی استعمال کیا ہے۔

برہوں دا چوڑا پریت داسوہا کاک ندی دے گھیر دا(٦:٤)

(چوڑاہجر وفراق کا ہو۔اور سوہا (ریشمی رنگین دوپٹہ) محبت کا ہو،لیکن یہ دونوں کاک ندی (بحر محبت) کے گھاٹ سے تعلق رکھتے ہوں ۔)

چوڑے والے بازو جسے دیوان فرید میں "چوڑیلی بانہہ" کہا گیا ہے۔ عورت کی جسمانی خوبصورتی کو ظاہر کرتی ہے ۔ اس کے محبت بھرے جذبات و احساسات کو ترو تازہ رکھتی ہے۔یہ عورت ہمیشہ اپنے محبوب کے انتظار میں اور اس کی ایک نگاہ کرم کی منتظر رہتی ہے۔ اور وہ چاہتی ہے کہ جیسے اس کی سہلیاں اپنے اپنے محبوب کے ساتھ خوش و خرم زندگی گزار رہی ہیں ویسے وہ بھی اپنے محبوب کے ساتھ خوش وخرم رہ جس کی وجہ سے اس چاہت میں رہ کر روز بروز اس کی چاہ میں شدت آتی جارہی ہے اور وہ وصال کے طریقے ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی ہے۔

سیجھ سہاوِم پیلی سِکدی بانہہ چوڑیلی(۲۳٧:۱)

(خدا کرے میرا دوست آکر سیج کو آباد کرے اور میرے چوڑے والے مشتاق بازووں پر سر رکھ کر اُنہیں سرفراز کرے۔)

ان زیورات کے علاوہ بھی زیورات ہیں جن کا ذکر ہمیں خواجہ فرید کے کلام میں ملتا ہے۔ جو کہ سر سے لے کر پاؤں تک کے ہیں۔ اور سرائیکی وسیب کی عورتیں انہیں بہت چاہ سے پہنتی ہیں اور اپنی جسمانی خوبصورتی کو اپنے محبوب کے لئیے بڑھاتی ہیں ۔ سرائیکی سماج ایک پھلا پھولا اور بھرا ہواسماج ہے یہاں کی عورتوں کے پاس کانوں ، ہاتھوں ، گلے ، سینے، ماتھے، پاؤں کے زیورات ملتے ہیں جو کہ ان کی جسمانی خوبصورتی کے ساتھ ان کی سماجی اہمیت کا بھی اظہار کرتے ہیں۔

ینسر بولے بینے ڈھمکن   والیاں والے جھمکے جھمکن

کڑیاں نورے پیریں گھمکن   زیور تریور ٹھہندے ہن(۸۷:۷)

(بینسر ،بولے،بینے ،بالیاں،بالے،جھمکے ،کڑیاں ،نورے،تمام زیورات اب بدن پر خوشنما معلوم ہوتے ہیں ،سجتے ہیں ،چھکتے ہیں،اور کپڑے بھی خوشنما نظر آتے ہیں ،غرض خوشی کا عالم یہ ہے ،اور ہر ایک چیز سے مُسرت ٹپک رہی ہے۔)

سرائیکی وسیب کی عورت کو اپنے حسن کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ گھر کے کام کرنے کا شوق بھی ہے یعنی کہ اس وسیب کی عورتیں صرف اپنے حُسن کو بڑھانے اور خوبصورت بننے کی شوقین نہیں ہیں بلکہ وہ اپنی ذمہ داریاں بھی سنبھالتی ہیں۔ اور پھر ان کے یہ زیور بھی ان کے ساتھ اور ہم راز بن جاتے ہیں۔ اور ان کی چھنکار اور مٹیاں بلونے کی گھبکار کی آواز کے ساتھ مل کر پُر سرور سُر پیش کرتے ہیں۔ جسے فراق کی ماری ہوئی عورت اپنے اندر جذب کر لیتی ہے۔ جو اس کی روح تک کو بھی سکون بخشتے ہیں۔

سبھ کوئی پاکر چوڑے بیڑے   بَہہ مٹیاں گھبکا وے(۱۸۷:۶:۳،٤)

(عورتیں چوڑے بیڑے پہن کر چھاچھ مٹیوں میں بلوررہی ہیں)

خواجہ فرید حسن کے دلدادہ ہیں وہ حسن فطرت کا ہو یا حسن مجازی ہو۔ خواجہ فرید نے اپنی شاعری میں حُسن مجازی کے بھی خوبصورت پیکر تراشے ہیں۔مرد وزن کے حسن کو بڑھانے والے زیورات کو اپنی شاعری میں ایسے پرویا ہے کہ وہ موتیوں کی لڑیاں لگتی ہیں۔خواجہ فرید کی شاعری میں ہمیں زیورات سے آراستہ چھ قسم کی عورتوں کا ذکر ملتا ہے۔

پہلی قسم اُن عورتوں کی ہے جو اپنے محبو ب سے منسوب ہو چکی ہیں۔ اُن کا محبو ب اور دلپسند اُنہیں مل چکا ہے وہ اپنے ناک میں مختلف قسم کے زیور پہنتیں ہیں۔ ناک میں پہننے والے زیورات میں پوپا، بولا، بینسر اور کوکا زیادہ مشہور ہیں۔ وہ ان زیورات سے پہچانی جاتی ہیں کہ وہ کسی کی ہو چکی ہیں یا کسی سے منسوب ہو چکی ہیں۔

دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو ابھی تک کسی سے منسوب نہیں ہوئیں لیکن اس کی خواہش مند ہیں۔ خواجہ فرید نے اپنی شاعری میں ایسی عورتوں کی اس کیفیت کوبہت ہی خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے کہ اُن کی خواہش کتنی خوبصورت ہے اور وہ اس چاہ میں لطف اندوز ہوتی ہیں۔

تیسری قسم کی خواتین خواجہ فرید کی شاعری میں ایسی ہیں جو یہ زیورات اپنے محبوب کے لئیے پہنتی ہیں۔ لیکن ان کا محبوب اُنہیں اسطرح سے نہیں چاہتا ۔ جس طرح اُن کے من میں چاہئے جانے کی

خواہش ہے ۔ جیسے وہ رد کرنا تصور کرتی ہیں۔ ان خواتین کی کیفیت زیورات سے بیزاری کی سی ہے۔ لیکن دل ہی دل میں وہ چاہتی ہیں کہ انہیں بھی اُن کی جاہ کے مطابق قبولیت ملے ۔ جس کے لئیے وہ اپنے محبوب کو سہاب بھی سہاتی ہیں یعنی کہ نخرے بھی دیکھاتی ہیں کہ اگر ان کا محبوب انہیں ان کی چاہ کے مطابق نہیں چاہتا تو وہ بھی یہ زیورات نہیں پہنیں گی۔ کیونکہ اُنہیں لگتا ہے کہ اسطرح کی مصنوعی ناراضگی کو دیکھ کر اُن کا محبوب اُنہیں اتنی شدت سے چاہئے گا جتنی شدت سے وہ چاہتی ہیں۔

خواجہ فرید کی شاعری میں زیورات پہنے ہوئے چوتھی قسم کی وہ عورت ہیں جو ان زیورات کو نہ استعمال کرتی ہیں۔اور نہ ہی یہ اُن کے دل کو اچھے لگتے ہیں۔ اور نہ ہی وہ انہیں پہننا چاہتی ہیں۔ کیونکہ اُنہیں لگتا ہے کہ اُن کا یہ زیورات سے سجا آرائشی مجسمہ ان کا محبوب نہیں دیکھ سکتا کیونکہ وہ کسی مجبوری کے تحت ان سے دور ہے۔ اور ان خواتین کی یہ کیفیت ہے کہ جب ان کی یہ سجاوٹ ان کے محبوب کے لئے ہے اور جب وہ ہی ان سے مجبوری کے تحت دور ہے تو وہ ان زیورات کو پہن کے کس کو دیکھائیں ۔

خواجہ فرید کی شاعری میں زیورات سے آراستہ پانچویں قسم کی وہ عورتیں ہیں۔ جو زیورات کو پہنتی ہے لیکن ان کو یہ زیور اچھے نہیں لگتے ۔ ان کے جسم پر یہ تمام زیورات ہاتھ کے ہوں انگلیوں کے ہوں ، کلائی کے ہوں ، کہنیوں کے ہوں ، ناک کے ہوں ، گلے اور پاؤں کے ہوں یہ سب ان کو گرم لوہے کی طرح جلاتے ہیں۔ اور یہاں تک کے گلے کے زیور ان کے گلے میں اُنہیں طوق کی مانند لگتے ہیں اور انہیں کاٹتے بھی ہیں۔ ان کو کھانے کو ڈوڑتے ہیں۔ یہ ساری کیفیت صرف اور صرف محبوب کے نہ ہونے کے سبب ہے۔ ان کا محبوب ان سے جدا ہے اور وہ اس کے غم میں اپنے حال کے بے حال کیئے ہوئے ہیں۔

خواجہ فرید محبت اور امن کا شاعر ہے۔ جو کائنات کی ہر چیز کو محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ خواجہ فرید کی شاعری میں زیورات سے لدھی چھٹی قسم کی عورت وہ ہے جو خوش محبت و خوش نصیب ہے۔ وہ اپنے جوبن جوانی کے ساتھ اپنے حُسن اور سنگھار سے بھی لطف اندوز ہوتی ہے۔ لطف اندوز ہونے کی وجہ یہ کہ اس کا محبوب اس کے ساتھ ہے۔ جب محبوب ساتھ ہو تو اس سے زیادہ حسین لمحات زندگی میں اور ہو ہی نہیں سکتے۔ اس لیئےوہ تمام زیورات پہن کر سج سنور کر سر سے لے کر پاؤں تک کے تمام زیورات پہن کر اپنے محبوب کے پہلو میں زندگی بسر کرنا چاہتی ہے۔ کیونکہ اُسے کوئی غم نہیں ہے محبوب ساتھ ہے اُس کی خوبصورتی اور زیورات سے آراستگی کو دیکھنے اور محظوظ ہونے والا ہے۔ تو ایسی عورت خوشی سے پھولی نہیں سماتی اور او ایسے ہر کام کاج کرتے وقت چوڑیوں اور چوڑے کی کھنک بھی لطف اندوز کرتی ہے یعنی کہ یہ ایسی عورت ہے جس کی خواہشات کی تکمیل ہو چکی ہے۔ اور اُسے اُس کی چاہ کے مطابق سب مل رہا ہے۔ اور وہ خوشی سے سر شار ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ عبدالحق، ڈاکٹر مہر، فرد فرید، ملتان، بیکن بکس ، ۲۰۰۶ء،ص:۸۱

Abdulhaq, Dr.Mahar, fard fareed,Multan, Bekon Books, 2006ء, P : 81

۲۔ أخرجہ مسلم في كتاب الإيمان، باب : تحريم الكبر، رقم : ۶۹۳۔

Akhraja muslim fi kitaab Aliman, baab : Tahrim ulkuber, raqam : 93

۳۔ القرآن ، سورۃ والتین، آیت نمبر٤

4Al Quran, surah At-Tin, aayat , No.

٤۔ القرآن ، سورۃ التغابن، آیت نمبر۳

Al Quran, surah At-Taghabun, aayat,No.3

٥۔ القرآن ، سورۃ الانفطار ، آیت نمبر ۷،۸

Al Quran, surah Al-Infitar, aayat No.7, 8

٦۔ https://sadaemuslim.blogepot.com/2013/10/blog-post_21htm

۷۔ القرآن ، سورۃ الاعلی ، آیت نمبر۲

Al Quran, surah Al-A’la, aayat No.2

۸۔ القرآن ، سورۃ السجدہ، آیت نمبر ۷

Al Quran, surah As-Sajdah, aayat No.7

۹۹۔ https://ur.m.wikipedia.org

۱۰۔ اظہار اثر، آج کی سائنس، نئی دہلی ، اردو اکادمی دہلی ، ٢٠٠٦ء، ص:٥٢

Izhaar Assar, aaj ki science, Nai dahli, Urdu Academi Dahli, 2006,P:52

۱۱۔ قاضی عبدالستار "جمالیات اور ہندوستانی جمالیات " ،علی گڑھ ، لیتھو کلر پرنٹرز، ۱۹۷۷ صفحہ:۱۱

Qaazi Abdulsattar" jamaliat aur hindustani jamaliat" Ali garh, lethu colour printers, 1977 P: 12

۱۲۔ قاضی جمال حسین"جمالیات اور اردو شاعری" قاضی جمال حسین پبلیشرز، علی گڑھ،۲۰۰۱ء،صفحہ :۱۱

Qaazi Jamal Hussain " jamaliat aur urdu shairi" Ali Garh, Qaazi Jamal Hussain publishers, P:11

۱۳۔ اصغر عباس" اردو کا جمالیاتی ادب اور علی گڑھ" ایجوکیشنل بک ہاؤس ،علی گڑھ ، ۱۹۸۸،ص:١٤

Asghar Abbas" urdu ka jamaliati adab aur Ali garh" educational buk house Ali garh, 1988, P:14

۱٤۔ قاضی جمال حسین"جمالیات اور اردو شاعری" قاضی جمال حسین پبلیشرز، علی گڑھ،۲۰۰۱ء،صفحہ :۱۱

Qaazi Jamal Hussain " jamaliat aur urdu shairi" Ali Garh, Qaazi Jamal Hussain publishers, P:11

۱۵۔ ایضاً،ص:۲۹

Ibid,P:29

۱۱٦٦- https://ur.m.wikipedia.org

۱۷۔ علامہ محمد اقبال ،ڈاکٹر،بال جبرائیل، لاہور،اقبال اکادمی پاکستان ، ۲۰۰۲ ءص:۳۷٦

Allama Muhammad Iqbal, Dr., Baal e Jib rail, Lahore,Iqbal Acadime Pakistan, 2002,P:376

۱۸۱۸- https://WWW.urduweb.org

۱۹۔ سیال کپتان واحد بخش، مقابیس المجالس، لاہور، الفیصل ناشران وتاجران کتب، ۲۰۱۱ء،ص:٦۹۸

Seyal Captain, Wahid Bakhash,Maqabis ul Majalis,,Lahor, Alfisl Nashran o Tajran , P : 698ءKutub, 2011

۲۰۔ عزیز، عزیز الرحمٰن، مولانا، دیوان فرید، بہاولپور، اردو اکیڈمی، ۱۹۹۷ء(کلام فرید کے تمام حوالہ جات درج بالا دیوان سے دیے گئے ہیں

Aziz, Aziz ul Rehman, Mulana, Dewan e Fareed, Bahawalpur, Urdu Acadmi,1997,